استفتاء

محترم مفتی صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(1)۔۔۔ عصر اور عشاء کی غیر مؤکدہ سنتوں میں تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھا جائے اور دعا نہ مانگی جائے، بلکہ صرف تشہد پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو سنتیں ادا ہو جائیں گی یا سجدۂ سہو کرنا پڑے گا؟

(2)۔۔۔ آیتِ سجدہ کی تلاوت کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا سجدۂ تلاوت فوراً کرنا ضروری ہے؟

(3)۔۔۔ ہمارے ہاں مغرب کی اذان کے بعد تین منٹ وقفہ ہوتا ہے، اس کے بعد جماعت ہوتی ہے، کیا اس وقفہ میں نفل پڑھ سکتے ہیں؟

دارالافتاء
21/9
۱۴۳۹/۱/۲۹

درخواست گذار

فیض اللہ (صادق آباد)

03006740373

الجواب باسم ملہم الصواب

(1)۔۔۔ ظہر اور جمعہ سے پہلے کی چار سنتوں کے علاوہ ہر چار رکعت سنت و نفل میں بہتر یہ ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جائے اور درود شریف کے بعد کی عربی دعا مانگی جائے، پھر تیسری رکعت شروع کرتے ہوئے پہلے ثناء پڑھی جائے، پھر تعوذ و تسمیہ کے بعد قراءت کی جائے، تاہم واضح رہے کہ یہ طریقہ ضروری نہیں ہے، اگر کوئی قعدۂ اولیٰ کے بعد درود شریف پڑھے یا دعا مانگے بغیر تیسری رکعت شروع کر دے تو اس کی نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہو گا۔ (ماخذہ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، 4/181)

(2)۔۔۔ قرآن کریم میں مذکور آیاتِ سجدہ کی تلاوت کرنے یا سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اگر آیتِ سجدہ نماز میں تلاوت کی جائے تو نماز ہی میں سجدۂ تلاوت کرنا ضروری ہے، اگر آیتِ سجدہ کے فوراً بعد یا دو یا تین آیات تلاوت کر کے سجدۂ تلاوت کیا یا رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تب بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا اور اس تاخیر کی وجہ سے گناہ نہ ہو گا، لیکن اگر اس سے زیادہ تاخیر کی تو تاخیر واجب کی وجہ سے گناہ ہو گا۔ اور اگر نماز سے باہر آیتِ سجدہ تلاوت کی تو اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں، موت سے پہلے کسی بھی وقت سجدۂ تلاوت کر لیا تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا اور گناہ نہیں ہو گا، لیکن چونکہ موت کا وقت معلوم نہیں، اس لیے سجدۂ تلاوت جلد از جلد کر لینا چاہیے۔

(3)۔۔۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان مغرب کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا ثابت نہیں ہے، اس لیے فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہ نفل پڑھنا مستحب نہیں، البتہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ ہر دو اذان (یعنی اذان و اقامت) کے درمیان نماز ہے، اور بعض صحابہ کرام سے اذانِ مغرب کے بعد فرض کی ادائیگی سے پہلے دو رکعتوں کا پڑھنا ثابت ہے اس

Scanned by CamScanner

لیے اگر کسی جگہ اذان کے بعد باجماعت نماز میں اتنا وقفہ ہو جس میں جماعت شروع ہونے سے پہلے یہ دو رکعت پڑھی جاسکتی ہیں (جیسا کہ رمضان المبارک میں اذان وجماعت کے درمیان آٹھ، دس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے، یا بعض مساجد میں عام دنوں میں بھی تین، چار منٹ کا وقفہ ہوتا ہے) تو یہ دو رکعت پڑھنا مباح ہے (یعنی اس کی گنجائش ہے) لیکن چونکہ احادیث مبارکہ میں غروب کے فوراً بعد نمازِ مغرب کی ادائیگی کا حکم ہے اور اذان وجماعت میں دو رکعت پڑھنے سے زیادہ مقدار وقفہ کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، لہٰذا اگر صورتِ حال مختلف ہو (یعنی اذان کے بعد باجماعت نماز میں اتنی تاخیر متحقق نہ ہو) اور یہ نفل پڑھنے سے تکبیرِ تحریمہ چھوٹنے کا اندیشہ ہو یا اس کی وجہ سے مغرب کی جماعت میں دو رکعت پڑھنے سے زیادہ تاخیر کی جائے تو ایسی صورت میں اذان مغرب کے بعد یہ نفل پڑھنا مکروہِ تنزیہی یعنی خلافِ اولیٰ ہے، جس سے احتراز کیا جائے۔

الدر المختار ،باب الوتر والنوافل (2/ 16)

(ولا يصلى على النبي ﷺ في القعدة الأولى في الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها) --- (ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة منها) لأنها لتأكدها أشبهت الفريضة (وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي) ﷺ (ويستفتح) ويتعوذ ولو نذرا لأن كل شفع صلاة (وقيل) لا يأتي

وفی رد المحتار تحته:

(قوله وقيل لا إلخ) قال في البحر: ولا يخفى ما فيه والظاهر الأول. زاد في المنح ومن ثم عولنا عليه وحكينا ما في القنية بقيل.

البحر الرائق ، باب الوتر والنوافل (2/ 53)

وفي المجتبى وفي الأربع قبل الظهر والجمعة وبعدها لا يصلي على النبي - صلى الله عليه وسلم - في القعدة الأولى ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة بخلاف سائر ذوات الأربع من النوافل اهـ.

وصحح في فتاواه أنه لا يأتي بهما في الكل لأنها صلاة واحدة اهـ.

ولا يخفى ما فيه فالظاهر الأول

الدر المختار باب سجود التلاوة (2/ 103،109)

(يجب) بسبب (تلاوة آية) أي أكثرها مع حرف السجدة (من أربع عشرة آية) ... (بعد ست صفحات) ... (وهي على التراخي) على المختار ويكره تأخيرها تنزيها، ويكفيه أن يسجد عدد ما عليه بلا تعيين ويكون مؤديا وتسقط بالحيض والردة (إن لم تكن صلوية) فعلى الفور لصيرورتها جزءا منها ويأثم بتأخيرها ويقضيها ما دام في حرمة الصلاة ولو بعد السلام فتح

وفی رد المحتار تحته:

(قوله يجب) أي وجوبا موسعا في غير صلاة كما سيأتي

Scanned by CamScanner

(قوله فعلى الفور) جواب شرط مقدر تقديره فإن كانت صلوية فعلى الفور ح ثم تفسير الفور عدم طول المدة بين التلاوة والسجدة بقراءة أكثر من آيتين أو ثلاث على ما سيأتي حلية.

سنن أبي داود – (2 / 26)

عن طاوس قال: سئل ابن عمر عن الركعتين قبل المغرب، فقال: «ما رأيت أحدا على عهد رسول الله ﷺ يصليهما....»

مصنف عبد الرزاق الصنعاني – (2 / 435)

عن الثوري عن منصور عن إبراهيم قال: «لم يصل أبو بكر ولا عمر ولا عثمان الركعتين قبل المغرب»

الحلبي الكبيرى:(210)

ومابعد غروب الشمس قبل صلوة المغرب أيضا التطوع فيه مكروه لا لمعنى في الوقت بل لتاخير المغرب بسببه مع استحباب تعجيلها.

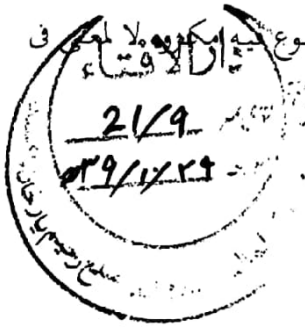

الدر المختار– (1 / 376)

(وقبل) صلاة (مغرب) لكراهة تأخيره إلا يسيرا

وفى رد المحتار تحته:

(قوله: لكراهة تأخيره) الأولى تأخيرها أي الصلاة، وقوله إلا يسيرا أفاد أنه ما دون صلاة ركعتين بقدر جلسة، وقدمنا أن الزائد عليه مكروه تنزيها ما لم تشتبك النجوم، وأفاد في الفتح وأقره في الحلية والبحر أن صلاة ركعتين إذا تجوز فيها لاتزيد على اليسير فيباح فعلهما.....

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (1/ 369)

(والمستحب تعجيل ظهر شتاء) يلحق به الربيع، وبالصيف الخريف (و) تعجيل (عصر وعشاء يوم غيم، و) تعجيل (مغرب مطلقا) وتأخيره قدر ركعتين يكره تنزيها

وفى رد المحتار تحته:

(قوله: يكره تنزيها) أفاد أن المراد بالتعجيل أن لا يفصل بين الأذان والإقامة بغير جلسة أو سكتة على الخلاف. وأن ما في القنية من استثناء التأخير القليل محمول على ما دون الركعتين، وأن الزائد على القليل إلى اشتباك النجوم مكروه تنزيها، وما بعده تحريما إلا بعذر كما مر ---------- لأن الظاهر أن المراد بالأصح التأخير إلى ظهور النجم أو إلى غيبوبة الشفق فلا ينافي أنه إلى ما قبل ذلك مكروه تنزيها لترك المستحب وهو التعجيل تأمل.

Scanned by CamScanner

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (2 / 14)

وحرر إباحة ركعتين خفيفتين قبل المغرب؛وأقره في البحر والمصنف.

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (1 / 376)

(قوله: وقبل صلاة المغرب) عليه أكثر أهل العلم، منهم أصحابنا ومالك، وأحد الوجهين عن الشافعي، لما ثبت في الصحيحين وغيرهما مما يفيد «أنه ﷺ كان يواظب على صلاة المغرب بأصحابه عقب الغروب» ، «ولقول ابن عمر رضي الله عنهما ما رأيت أحدا على عهد رسول الله ﷺ يصليهما» رواه أبو داود وسكت عنه والمنذري في مختصره وإسناده حسن.

البحر الرائق. دارالكتاب الاسلامي – (1 / 266)

(قوله: وقبل المغرب) أي ومنع عن التنفل بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب لما رواه أبو داود «سئل ابن عمر رضي الله عنهما عن الركعتين قبل المغرب فقال ما رأيت أحدا على عهد رسول الله ﷺ يصليهما» وهو يقتضي نفي المندوبية، أما ثبوت الكراهة فلا إلا أن يدلّ دليل آخر----------

..... .والله سبحانه أعلم وعلمه أتم وأحكم

دستخط : مفتی محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح محمد ۱۱/۱

مفتی

علی رضا

دار الافتاء صادق آباد

29/شوال المکرم1439ھ

14/جولائی2018ء

دستخط : مفتی احسن عزیز صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح

نائب مفتی

۲/۱۱/۱۴۳۹ھ

دستخط : مفتی طارق بشیر صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح

طارق بشیر غفی عنہ

۲۹-۱۱

نائب مفتی

دستخط : مفتی حماد اللہ نور صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح

ابو الحسن حماد

۲۹/۱۰/۲۹

نائب مفتی

دار الافتاء

21/9

۱۴۳۹/۱۰/۲۹ھ

نوٹ ۱۔۔جواب سوال کے مطابق ہے۔صحت سوال کی ذمہ داری مستفتی پر ہے۔

۲۔۔ادارہ کسی بھی قانونی وغیر قانونی کاروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔صادق آباد ضلع رحیم یار خان

■ Cell No: 0302-7002111
■ 0344-3387879
■ Whats App: 0302-7002111
■ E-mail: shariainbiz@gmail.com

■ دارالافتاء سے فرقہ وارانہ یا اختلافی مسائل کا جواب نہیں دیا جاتا۔

■ خدمت بلا معاوضہ۔

Scanned by CamScanner